اردو داستان باغ و بہار کے کردار 'خواجہ سگ پرست' کا نفسیاتی مطالعہ

طاہر نواز، پی ایچ۔ڈی اردو اسکالر، وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی، اسلام آباد

ABSTRACT

"Bagh o Bahar" translated by Meer Aman Dehlvi is the most important and popular dastan in urdu fiction. Khawaja Sag Parast is one of it's characters. Although he is the character of sub story of dastan but due to his strange actions he become the most distinguished character among the others. His psychology behind these strange actions is necessary to know. Therefore, the psycho analysis of Khawaja Sag Parast is very important. In this article, I tried my best to elaborate the psychology of Khawaja Sag Parast.

Key words: Sadist, self-satisfaction, lust of love, loyal, psychology

اردو کی نثری داستانوں میں جو شہرہ باغ و بہار کو حاصل ہوا وہ کسی اور نثری داستان کو نصیب نہیں۔ اگرچہ اس داستان کی وجہ شہرت اس کا اسلوب ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کے مرکزی کرداروں کو روایتی اور مجہول قرار دیا جاتا ہے تاہم خواجہ سگ پرست اس داستان کا ایک ایسا کردار ہے جو اس داستان کے چہار درویشوں میں شامل نہیں بلکہ اس کا تعلق ضمنی قصے سے ہے لیکن پھر بھی ان سے زیادہ دلچسپی اور تاثر کا حامل ہے۔

باغ و بہار کے نمائندہ کرداروں کو اگر دیکھا جائے تو ان میں آزاد بخت، پہلا درویش، دوسرا درویش، تیسرا درویش، چوتھا درویش، کٹنی، ماہ رو، وزیر زادی، بصرے کی شہزادی، پہلے درویش کی بہن نمایاں نظر آتے ہیں تاہم ان میں کوئی کردار بھی خواجہ سگ پرست کی طرح عجیب و غریب نہیں ہے۔ یہ کردار مجسم محبت اور مجسم نفرت کی وجہ سے دوسرے کرداروں سے مختلف ہو جاتا ہے۔ خود سگ پرست کے نام کی وجہ سے اس کردار کی شہرت ہی داستان میں موجود دیگر کرداروں کی طرح قاری کو اس کردار سے متعلق متجسس کر دیتی ہے۔ ایک ایسا انسان جو سگ کو عزیز رکھتا ہے لیکن کیوں؟ خواجہ سگ پرست نے اپنے بھائیوں کو کیوں عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے؟ یہ وہ سوال ہیں جو اس کے ابتدائی تعارف کے وقت قاری کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور جو اس کے متعلق قاری کے تجسس کو مہمیز کرتے ہیں۔ قاری اس حقیقت کو جان لینے کے لیے آغاز سے اختتام تک قصہ پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ پرت در پرت قاری پر کھلتا ہے اور ضمنی قصہ ہونے کے باوجود مجموعی طور پر چہار درویشوں کے قصوں سے زیادہ طویل اور دلچسپ ہے۔ سہیل عباس خان خواجہ سگ پرست کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہ محبت ہی میں نہیں بلکہ نفرت میں بھی انتہا پسند ہے۔۔۔ اس کا کردار بہت سی خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود بہت مختلف اور منفرد ہے۔" (۱)

اس داستان میں خواجہ سگ پرست خود سے براہ راست داستان کی اسٹیج پر سامنے نہیں آتا۔ اس کی کہانی آزاد بخت جو کہ اس داستان کا کلیدی اور چہار درویشوں کا اہم معاون کردار ہے سناتا ہے۔ داستان میں جب دو فقیر اپنی کہانی سنا لیتے ہیں تو صبح ہو جاتی ہے اور آزاد بخت قبرستان سے واپس محل کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ان چاروں فقیروں کو بھی اپنے دربار میں طلب کرتا ہے کیونکہ ابھی تک دو درویشوں کی کہانی باقی ہوتی ہے۔ اسی لیے باقی دو فقیروں کو اپنی اپنی داستان بیان کرنے کا کہتا ہے۔ جب دونوں فقیر بادشاہ کے رعب و دبدبے کی وجہ سے اپنی اپنی داستان سنانے میں پس و پیش کرتے ہیں تو آزاد بخت خواجہ سگ پرست کی کہانی سناتا ہے۔

داستان میں خواجہ سگ پرست کا ابتدائی تعارف ایک عیاش، سنگدل اور ظالم شخص کا ہے۔ دو اشخاص اس کی تحویل میں ہیں جو کہ اس کے بھائی ہیں جن کے دست وپا زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور وہ دونوں علیحدہ علیحدہ پنجروں میں مقید ہیں۔ ان کے ساتھ اس کا ناروا سلوک اسے جفاکار اور اذیت پسند شخص ظاہر کرتا ہے۔ ان دونوں اشخاص کے ساتھ ایک کتا بھی منظر نامے میں لایا جاتا ہے جس کے گلے میں بارہ لعل پڑے ہوئے ہیں اور اسے عزت وتکریم دی جارہی ہوتی ہے۔ خواجہ سگ پرست کا اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ رویہ انتہائی ظالمانہ اور کسی حد تک خلافِ فطرت بھی ہے یعنی دو انسانوں کو جو کہ اشرف المخلوقات میں سے ہیں بادست وپا زنجیروں میں جکڑ لینا اور ان کے مقابلے میں ایک جانور (کتے) کی تکریم کرنا قاری کو عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ماضی میں کہیں کچھ ایسا واقعہ ہوا ہے جس کی پاداش میں یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ واضح رہے کہ اس مقام تک خواجہ سگ پرست اور اس کے بھائیوں کی مکمل کہانی کو تجسس کے لیے ظاہر بھی نہیں کیا گیا ہوتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے تمام ایکشن اس قصے کو بیان کرنے سے پہلے کے ہیں اور وہ ابتدا میں دوسرے کرداروں کے ذریعے ہی متعارف کروایا جاتا ہے۔ لیکن داستان میں اپنی عملی انٹری کے بعد یہ کردار مکالموں اور ایکشن سے حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ ابتدا میں خواجہ سگ پرست کے یہ افعال خلاف فطرت ہونے کے باوجود اس کردار کی حقیقت جان لینے میں تجسس اور دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ ابتدائی تعارف میں خواجہ سگ پرست کے بھائیوں کی حالت:

> "اتفاقاً ایک طرف جو دیکھا تو ایک دکان ہے، اس میں دو پنجرے آہنی لٹکتے ہیں اور ان دونوں میں دو آدمی قید ہیں۔ ان کی مجنوں کی سی صورت ہو رہی ہے کہ چرم و استخواں باقی ہے اور سر کے بال اور ناخن بڑھ گئے ہیں، سر اوندھائے بیٹھے ہیں اور وہ حبشی بدہیئت مسلح دونوں طرف کھڑے ہیں۔"(۲)

ان کے برعکس خواجہ سگ پرست کے کتے کا حال بھی ملاحظہ ہو:

> "دوسری طرف جو دیکھا تو ایک دکان میں قالیچے بچھے ہیں، ان پر ایک چوکی ہاتھی دانت کی، اس پر گدیلا مخمل کا پڑا ہوا، ایک کتا جواہر کا پٹا گلے میں اور سونے کی زنجیر سے بندھا ہوا بیٹھا ہے اور دو غلام امرد خوبصورت اس کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک تو مورچھل جڑاؤ دستے کا لیے جھلتا ہے اور دوسرا مال تار کشی کا ہاتھ میں لیے منھ اور پانو اس کا پونچھ رہا ہے۔ سوداگر بچے نے خوب غور کر کر جو دیکھا تو پٹے میں کتے کے بارھوں دانے لعل کے جیسے سنے تھے، موجود ہیں۔"(۳)

داستان میں اس کردار کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ خواجہ سگ پرست کا قصہ داستان کا واحد ضمنی قصہ ہے جو کہ مرکزی کرداروں کے ساتھ برابری کی سطح پر پیش کیا گیا ہے۔ عموماً داستان میں ضمنی قصے جو کہ طوالت کے لیے پیش کیے جاتے ہیں اور کسی نصیحت آموز واقعے پر مشتمل ہوتے ہیں مرکزی قصے کی نسبت کم طویل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ضمنی قصوں کی کردار نگاری پر بھی زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ اس لیے ضمنی قصے کے کردار مرکزی قصے کے کرداروں کے مقابلے میں زیادہ نمایاں نہیں ہوتے لیکن خواجہ سگ پرست کا قصہ اور کردار بقیہ چہار درویشوں کے قصوں اور کرداروں سے زیادہ واضح اور اجلا ہے اور سب سے زیادہ قاری کو متاثر کرتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے ابتدائی واقعات کے بیان کے بعد تمام قصہ آزاد بخت کے ذریعے اس کی اپنی زبانی بیان کیا گیا ہے۔ یوں قاری اس کی ابتدائی زندگی اور بھائیوں سے رویے کے متعلق اس کی اپنی زبانی ہی متعارف ہوتا ہے جبکہ اس کے دونوں بھائی اپنا اپنا نقطہ نظر پیش نہیں کرتے ہیں۔

خواجہ سگ پرست ضمنی قصے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے مکالمے کے ساتھ ساتھ واقعات کے بیان کا سہارا بھی لیا گیا ہے۔ آزاد بخت کے دربار میں خواجہ سگ پرست کا اپنا قصہ یوں بیان کرنا کہ اس کے خلافِ فطرت افعال بھی قاری کو برے معلوم نہیں ہوتے اور اختتام قصہ پر وہ بادشاہ کے ساتھ ساتھ تمام درباریوں کی ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جو کہ اس کی قوتِ گفتار کو ظاہر کرتا ہے۔ خواجہ سگ پرست اپنے قصے کو اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ قصوروار اس کے دونوں بھائی ہی نظر آتے ہیں۔ اس طرح خواجہ سگ پرست جو ابتدا میں ایک ظالم اور جفاکش کردار کے روپ میں سامنے آیا تھا قاری کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔ یوں خواجہ سگ پرست کا کردار تمام قصے میں ارتقائی مراحل طے کرتا رہتا ہے۔ خواجہ سگ پرست حقیقت کو آشکارا نہ کرنے کی صورت میں قتل کر دیے جانے کے حکم پر اپنا قصہ یوں بیان کرتا ہے:

> "اے شہنشاہ! اگر حکم قتل کا میرے حق میں نہ ہوتا تو سب سیاستیں سہتا اور اپنا ماجرا نہ کہتا۔ لیکن جان سب سے عزیز ہے، کوئی آپ سے کنویں میں نہیں گرتا۔ پس جان کی محافظت واجب ہے اور ترک واجب کا خلاف حکم خدا کے ہے۔ خیر جو مرضی مبارک یہی ہے تو سرگزشت اس پیرِ ضعیف کی سنیے۔"(۴)

داستان میں خواجہ سگ پرست ایک متحرک کردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ داستان میں انٹری کے بعد اپنے قصے کے اختتام تک وہ لگاتار پلاٹ میں موجود رہتا ہے۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ کہانی چونکہ اس کی اپنی زبانی بیان کردہ ہے اس لیے اس حصے کے تمام واقعات وہی پیش کیے گئے ہیں جن میں خواجہ سگ پرست بھی موجود رہتا ہے۔ یوں قاری ان تمام واقعات کو خواجہ سگ پرست کی نگاہ سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ خواجہ سگ پرست حسن پرست اور پر خلوص بھی ہے۔ سادگی، صفائی اور بھول پن جیسی مزاج کی خاص صفات کی بدولت ہی وہ بہت جلد دوسروں سے متاثر ہو کر ان پر بھروسہ کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھائیوں کی طرف سے بار بار دھوکا دہی کے باوجود ان پر اعتماد کرتا ہے۔

اگر اس کردار کا سراپا نگاری کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو داستان میں بیان کردہ اس کے حلیے اور خود داستان گو کے بیانیے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی عمر کے پچاس برس گزار چکا ہے۔ اس کی حیاتی کا سفر بڑھاپے کی طرف تیزی سے گامزن ہے۔ وہ ایک ایسی شخصیت ہے جس میں محبت، ایثار و قربانی، سادگی جیسے جذبات و صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ لیکن اس عمر میں بھی وہ جنس کے حوالے سے پارسائی کا دعویدار نہیں ہے۔ وہ داستانوی روایت کے مطابق حسن پرست ہے۔ اسی حسن پرستی کی بدولت وزیر زادی کو ایک لڑکے کے بھیس میں دیکھ کر بھی اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

> "جونہی خواجہ کے نزدیک آیا اور اس پر خواجہ کی نظر پڑی ایک برچھی عشق کی سینے میں گڑی، تعظیم کی خاطر سرو قد اٹھا لیکن حواس باختہ۔ سوداگر بچے نے دریافت کیا کہ اب یہ دام میں آیا، آپس میں بغل گیر ہوئے۔ خواجہ نے سوداگر بچے کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اپنے برابر بٹھایا۔"(۵)

نفسیاتی طور پر بھی خواجہ سگ پرست ہی اس داستان کے ضمنی قصے میں ایسا کردار ہے جو کھل کر سامنے آتا ہے۔ بھائیوں کی بار بار کی بے وفائی سے پہلے وہ ان سے محبت اور ہمدردی کا رویہ رکھتا ہے۔ اگرچہ اپنے ابتدائی رویے سے وہ ظالم اور جابر فرد کے طور پر سامنے آتا ہے لیکن اس کے تمام قصے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ سگ پرست کا یہ رویہ صرف اپنے بھائیوں کے ساتھ ہی ہے۔ جبکہ دیگر افراد سے وہ نرم روئی اور اخلاق کا رویہ رکھتا ہے۔ نفسیاتی طور پر بھی کوئی ایک فرد کسی دوسرے فرد سے جب دلی وابستگی اور ہمدردی کا رشتہ انتہا پر رکھتا ہے تو اس کی حقیقت ظاہر ہونے پر یا بد گمانی پر وہ پہلا فرد منفی رویے میں بھی انتہا پر چلا جاتا ہے۔ وہ محبت میں جان دینے سے اگر گریز نہیں کرتا تو نفرت میں جان لینے سے بھی نہیں چوکتا۔ اس مخصوص فرد اور اس سے متعلقہ دیگر افراد سے ظالمانہ رویہ جو کہ اسے سادیت پسند (Sadist) بنا دیتا ہے اس کی ذہنی تسکین کا ذریعہ بنتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کی اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت کے بعد نفرت کے پیچھے بھی یہی وجہ کارفرما تھی۔ خواجہ سگ پرست ایک یہودی سے چھڑوا کر جب اپنے بھائیوں کو مالِ تجارت دے کر بخارا کو روانہ کرتا ہے لیکن دونوں بھائی اپنی نادانی اور ہوس کی بدولت سارا مال گنوا دیتے ہیں۔ قافلے کی واپسی پر خواجہ سگ پرست کو اپنے بھائیوں کا حال معلوم ہوتا ہے تو خواجہ سگ پرست کی جو حالت ہوتی ہے:

> "میں نے کہا اے حبشی! ایسی کیا بلا تجھ پر نازل ہوئی؟ اس نے کہا کہ یہ غضب ہے کہ تمھارے بڑے بھائیوں کی چوک کے چوراہے میں ایک یہودی نے مشکیں باندھی ہیں اور قمچیاں مارتا ہے اور ہنستا ہے کہ اگر میرا روپیہ نہ دوگے تو مارتے مارتے مار ہی ڈالوں گا، بھلا مجھے ثواب تو ہوگا۔ پس تمھارے بھائیوں کی یہ نوبت اور تم بے فکر ہو۔ یہ بات اچھی ہے، لوگ کیا کہیں گے؟ یہ بات غلام سے سنتے ہی لہو نے جوش کیا، ننگے پانو بازار کی طرف دوڑا اور غلاموں کو کہا کہ جلد روپے لے کر آو۔ جونہی وہاں گیا۔ دیکھا تو جو غلام نے کہا تھا سچ ہے، ان پر مار پڑ رہی ہے۔"(۶)

ایک اور موقع پر بھی جب خواجہ سگ پرست اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن اس کے بھائی خواجہ سگ پرست کے رویے کے خلاف برتاو کرتے ہیں۔ بھائیوں کا بار بار کا مخالفانہ رویہ اور غلط برتاو خواجہ سگ پرست کے رویے میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ خواجہ سگ پرست اور اس کے بھائیوں کا ایک دوسرے سے برتاو ملاحظہ ہو:

> "جب نزدیک آئے تو میرے دونوں برادرِ حقیقی تھے۔ دیکھ کر نپٹ شاد ہوا، شکر خدا کا کیا کہ خدا نے آبرو رکھ لی، غیر کے آگے ہاتھ نہ پسارا۔ نزدیک جا کر سلام کیا اور بڑے بھائی کا ہاتھ چوما۔ انھوں نے مجھے دیکھتے ہی غل و شور کیا۔ منجھلے نے طمانچہ مارا کہ میں لڑکھڑا کر گر پڑا۔ بڑے بھائی کا دامن پکڑا کہ شاید یہ حمایت کرے گا، اس نے لات ماری۔"(۷)

منفی رویے جو اس کے افعال سے ظاہر ہوئے ہیں وہ اس کے ان مخصوص کرداروں سے نفرت کا نتیجہ ہیں۔ اپنے اس رویے کے لیے نفسیاتی طور پر وہ مستحکم دلیل بھی رکھتا ہے اسی لیے اپنے بھائیوں سے اس قدر ظالمانہ رویہ رکھنے کے باوجود اسے کوئی ملال نہیں ہوتا۔ محبت اور ہمدردی کے بعد خواجہ سگ پرست کا رویہ جب اپنے بھائیوں کے ساتھ نفرت میں بدل جاتا ہے تو اس کا اپنے بھائیوں کے ساتھ سلوک بھی ملاحظہ ہو:

"پہلے ایک لنگری میں کھانا لے کر سرپوش طلائی ڈھانپ کر کتے کے واسطے لے گئے اور دستر خوان زربفت کا بچھا کر اس کے آگے دھر دی۔ کتا صندلی سے نیچے اتر جتنا چاہا، اتنا کھایا اور سونے کی لگن میں پانی پیا، پھر چوکی پر جا بیٹھا، غلاموں نے رومال سے ہاتھ منھ اس کا پاک کیا، پھر اس طباق اور لگن کو غلام پنجرے کے نزدیک لے گئے اور خواجہ نے کنجی مانگ کر قفل قفس کا کھولا۔ ان دونوں انسانوں کو باہر نکال کر کئی سونٹے مار کر کتے کا جھوٹا انہیں کھلایا اور وہی پانی پلایا، پھر تالا بند کر کر تالی خواجہ کے حوالے کی۔"(۸)

خواجہ سگ پرست کا قصہ دو امتیازی حصوں (بھائیوں کے ساتھ محبت اور پھر ان پر ظلم) میں تقسیم ہے۔ خواجہ پرست کے کردار کا سادیت پسندی کا رویہ اس کے کردار کا بنیادی اور اولین تاثر ہے جو کہ قاری کے لیے حیرت کا باعث بنتا ہے اور کئی ایک سوالات کو جنم دیتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے اس ظالمانہ رویے کا محرک کیا ہے؟ وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بدولت خواجہ سگ پرست اپنے ہی بھائیوں کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا؟ کیا خواجہ سگ پرست بچپن سے ہی ایک ظالم شخص تھا؟ کیا اختیار اور دولت مل جانے پر اس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا رویہ روا رکھا؟ یہ تمام سوالات تجسس کو بڑھاتے ہیں۔ لیکن ابتدائی تعارف کے بعد جب خواجہ سگ پرست کی شخصیت کھل کر سامنے آنے لگتی ہے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک ظالم شخص نہیں کیونکہ اس کا رویہ دوسرے لوگوں کے ساتھ معاندانہ نہیں بلکہ مشفقانہ ہے۔ جبکہ اپنے بھائیوں کے ساتھ بھی ابتدا میں وہ محبت اور ہمدردی کا رویہ رکھتا ہے۔ بھائیوں کے ساتھ محبت کا رویہ ان کی بار بار کی دھوکا دہی کے بعد خواجہ سگ پرست کے لیے احساسِ ندامت اور نفرت میں بدل جاتا ہے۔ انتہائی محبت کے باوجود بھی جب اس کے بھائی اپنی روش پر قائم رہتے ہیں تو ان کا رویہ خواجہ سگ پرست کے لیے نفسیاتی تضاد کا باعث بنتا ہے۔ یہ تضاد ہی اسے ایذا پسند بنا دیتا ہے۔ یوں اپنے بھائیوں کو تکلیف میں دیکھ کر ذہنی تسکین حاصل کرتا ہے۔

اگر ہم خواجہ سگ پرست کی شخصیت کا بغور مطالعہ کریں تو اس کی شخصیت کے دو پہلو جن میں اولیت محبت کرنے والا ہمدرد شخص اور دوم سادیت پسند واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔ جو کہ ایک فرد کی شخصیت میں تضاد کا باعث بنتے ہیں تو اسی قدر دلچسپی کا بھی۔ خواجہ سگ پرست کے اخلاقیات کا اپنا ایک معیار ہے۔ نفسیاتی طور پر ہر سادیت پسند نے اخلاقیات کے اپنے معیارات مقرر کیے ہوتے ہیں۔ اپنی ایذا پسندی کے رویے کے پس پردہ وہ کچھ جواز رکھتا ہے جن کے ذریعے وہ نفسیاتی طور پر مطمئن رہتا ہے اور اس خلافِ فطری رویے پر کچھ ندامت محسوس نہیں کرتا۔ خواجہ سگ پرست کو ایک گنہگار یا ظالم شخص سمجھ لینا اس کے رویے کے محرکات کو جان لینے کے بغیر کافی مشکل ہے۔ ظلم کا جذبہ عموماً محبت کے جذبے کی عدم موجودگی کی بنا پر یا پھر محبت کی شدت کے بعد اس میں دھوکا کھا جانے کے بعد نفرت میں تبدیلی کی وجہ بنتا ہے۔ خواجہ سگ پرست میں محبت کی شدید طلب (Lust of love) پائی جاتی ہے اور نفسیاتی طور پر وہ اس محبت کو سنبھال رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ اس کی شخصیت میں محبت کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے جو اسے دوسرے لوگوں پر وہاں مہربانی کی طرف راغب کرتا ہے جہاں پر وہ نفرت کرنے کی جائز وجہ رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ خواجہ سگ پرست کی شخصیت میں غیر معمولی حساسیت پائی جاتی ہے۔ یہ حساسیت اسے حد درجہ جذباتی فرد بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے جذبات کے اظہار میں دو انتہاؤں پر رہتا ہے۔ محبت اور نفرت نفسیاتی طور پر دو متضاد رویے ہیں۔ خواجہ سگ پرست کا اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت اور نفرت دونوں طرح کا تعلق رہا ہے۔

خواجہ سگ پرست ابتدا میں اپنے بھائیوں سے جذباتی وابستگی رکھتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کی خوشی اور دلبستگی کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اپنے بھائیوں کو خود پر فوقیت دیتا ہے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بہت ہی ہر دلعزیز فرد جس کے ساتھ جذباتی وابستگی ہو اپنے رویے میں اس جذباتی وابستگی کو نظر انداز کرنے کا تاثر دے تو یہ تاثر پہلے فرد میں مایوسی کو جنم دیتا ہے۔ یہ احساس اس وقت بہت شدید ہو جاتا ہے جب وہ فرد یا افراد اس شخص کے خلاف عملی اقدام کرتے ہیں۔ اس صورتحال کی وجہ وہ پہلا فرد اپنی ذات کو تصور کرتا ہے۔ یہ صورتحال اس فرد کے اندر احساسِ نفرت پیدا کرتی ہے۔ اس کا ازالہ وہ ان افراد کو یا پھر ان افراد سے متعلق افراد کو تکلیف دے کر کرتا ہے۔ جس قدر احساسِ نفرت زیادہ ہو گا تکلیف کا عنصر بھی اسی قدر شدید ہو گا۔ اپنے بھائیوں کے رویے پر خواجہ سگ پرست کی ذہنی حالت اسی طرح کی ہوتی ہے۔

خواجہ سگ پرست کی اپنے بھائیوں کے ساتھ وفاداری میں ابتدا میں کسی موقع پر لچک نہیں آتی۔ اپنے بھائیوں کے کام آنا اس کے ذاتی اطمینان (Self-Satisfaction) کا باعث ہوتا ہے۔ وہ بھائیوں کی ذات کو اپنی ذات پر مقدم رکھتا ہے اس مقدم شخصیت کا مخالفانہ برتاو پہلے فرد کے لیے نفسیاتی رنج و غم کا باعث بنتا ہے۔ یہ کیفیت جب اس فرد پر شدت سے وارد ہوتی ہے تو اس فرد سے کچھ غیر ارادی، غیر مہذبانہ افعال سرزد ہوتے ہیں۔ یہ سب افعال نفسیاتی عوامل ہیں۔ اس خاص شخصیت کے ساتھ جس قدر فرد کی محبت زیادہ ہوتی ہے نفرت کی کیفیت میں اس فرد کے افعال میں بھی اسی قدر شدت ہوتی ہے۔ یہی کیفیت جب ایک خاص حد سے گزر جاتی ہے یا فرد ایک خاص نفسیاتی کیفیت میں چلا جاتا ہے تو وہ ان خاص افراد سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔ ان خاص افراد سے متعلق اس فرد کی دلچسپیاں مدھم پڑ جاتی ہیں یا شدید ذہنی کش مکش کی وجہ سے بالکل بند ہو جاتی ہیں۔ ایسی لاتعلقی کی کیفیت میں فرد اپنے جذبات کے اخراج کے لیے، اپنے کتھارسس کے لیے شدید ردِ عمل کا مظاہرہ کرتا ہے جو کہ اکثر سادیت پسندی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ خواجہ سگ پرست بھی اسی طرح اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت کے بعد نفرت کے رویے میں بھی شدید ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کا کردار اس داستان میں ایسی ہی نفسیات کا حامل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سہیل عباس خان، تنقید و تجزیہ، باغ و بہار، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۰۶، ص ۳۸۱

۲۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۱۵

۳۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۱۵

۴۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۲۴

۵۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۱۵

۶۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۲۶

۷۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۲۹

۸۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۴، ص ۱۱۷